۲

حضرت عمر فاروقؓ

ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحلؔ

پہلی بات

پانچویں جماعت میں آپ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی کے کچھ حالات سے واقف ہو چکے ہیں۔ آپ لفظ 'خلیفہ' کے معنی بھی جانتے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور اسلام ملک عرب سے نکل کر ایران، مصر اور اسپین جیسے دور دراز ملکوں میں پھیل چکا تھا، ایسے حالات میں اسلامی حکومت کو مسلمانوں کے قبضے والے تمام علاقوں میں سنبھالے رکھنا بہت ضرؤری تھا۔ حکومت کا یہ نظام حضرت محمدؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے قائم ہوا۔ اسلامی حکومت کے اس نظام کو خلافت کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے صرف ڈھائی سال خلافت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ یہاں ان کے اخلاق و عادات اور زندگی کے کچھ واقعات بتائے جا رہے ہیں۔

جان پہچان

اس سبق کے مصنف ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحلؔ ۲؍ اگست ۱۹۴۹ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ اُردو، فارسی اور عربی میں انھوں نے ایم.اے. کرنے کے بعد دو مرتبہ پی.ایچ.ڈی. کی ڈگریاں حاصل کیں۔ مختلف تعلیمی اداروں میں انھوں نے تدریس کی۔ تحقیق، تنقید، شاعری جیسی اصناف اور زبان و ادب کی تاریخ میں بھی انھوں نے بہت کام کیا ہے۔ ان موضوعات پر ان کی متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں جنھیں کئی اعزازات بھی ملے ہیں۔ 'تازگی' بچوں کے لیے لکھی گئی ان کی نظموں کا مجموعہ ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ ان کے والد کا نام خطّاب تھا۔ حضرت عمرؓ ۵۸۳ء میں مکّے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پہلوانی اور شہسواری کے فنون میں مہارت حاصل کی اور پڑھنا لکھنا بھی سیکھا۔ حضرت عمرؓ تجارت کرتے تھے۔ تجارت کے سلسلے میں انھوں نے دؤر دراز کے سفر کیے اور دولت کمانے کے علاوہ علم اور تجربہ بھی حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ کا شمار عرب کے سرداروں میں ہوتا تھا۔ شروع میں عرب کے دوسرے سرداروں کی طرح انھوں نے بھی اسلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ اس کی شدید مخالفت کی لیکن اللہ نے حضرت عمرؓ کے دِل کو پھیر دیا۔ چنانچہ حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب دشمنوں کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو اللہ کے رسولؐ نے ہجرت کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے عَلانیہ مکّے سے مدینہ ہجرت کی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے مدینے میں بھی حضرت محمدؐ کا ہر موقع پر ساتھ دیا اور اسلام کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کی مدت دس برس، چھے مہینے اور چار دن ہے۔ ان کی خلافت کے دَور میں اسلامی حکومت بہت وسیع ہو گئی تھی۔ اتنی بڑی حکومت کو سنبھالنے کے لیے انھوں نے ایک باقاعدہ نظام قائم کیا۔ مفتوحہ ملکوں کو صوبوں میں تقسیم کر کے ہر صوبے کے انتظام اور نگرانی کے لیے ایک عامل مقرّر کیا۔ بیتُ المال، عدالت، آبپاشی، فوج اور پولس کے محکمے قائم کیے۔ شہر آباد کروائے، نہریں کُھدوائیں، مہمان خانے تعمیر کروائے، فوجی چھاؤنیاں بنوائیں، جیل خانے بنوائے، مردم شماری کروائی اور مکاتب قائم کیے۔ حضرت عمرؓ کی ہدایت پر صلاح و مشورے کے بعد ہجرت کے واقعے کو بنیاد بنا کر ہجری کیلنڈر کی ابتدا کی گئی۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں اتنی آزادی تھی کہ عام لوگ بھی بے خوف ہوکر اُن سے گفتگو کرتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرتے تھے۔ حاجت مندوں کے لیے ان کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھروں پر جا کر خیریت معلوم کرتے، عورتوں کو بازار سے سودا سلف منگوانا ہوتا تو لا دیتے، میدانِ جنگ سے اُن کے نام خطوط آتے تو خود گھر گھر جا کر اُنھیں پہنچاتے اور اُن کو جواب بھجوانا ہوتا تو خود لکھ دیتے۔ وہ نابینا، بیمار اور معذور لوگوں کے گھروں پر جا کر اُن کے کام کر دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے پاس گئے اور آہستہ سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس شخص نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ ایک جنگ میں میرا دایاں ہاتھ جاتا رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کا دِل بھر آیا۔ وہ اس کے برابر بیٹھ گئے اور کہنے لگے "افسوس! تم کو وضو کون کراتا ہوگا، تمھارا سر کون دھلاتا ہوگا، کپڑے کون پہناتا ہوگا؟" پھر حضرت عمرؓ نے اس معذور شخص کے لیے ایک نوکر مقرر کر دیا اور معذور شخص کو تمام ضرورری چیزیں مہیا کر دیں۔ انھوں نے نوکر کو ہدایت دی کہ تم اس شخص کی تمام ضرورتوں کا خیال رکھنا۔ اسے کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

حضرت عمرؓ راتوں کو گشت کرکے لوگوں کا حال چال معلوم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گشت کرتے ہوئے مدینے سے تین میل دوٗر پہنچے۔ دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے بلک بلک کر رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو عورت نے بتایا "اِن کو کئی وقت سے کھانا نہیں ملا ہے، انھیں بہلانے کے لیے میں نے پانی میں کنکر ڈال کر ہانڈی چوٗلھے پر چڑھا دی ہے۔"

حضرت عمرؓ فوراً مدینہ آئے۔ بیت المال سے کھانے پکانے کی چیزیں لیں اور اپنے غلام اسلم سے کہا، "اسے میری پیٹھ پر رکھ دو۔"

اسلم نے کہا، "یہ سامان میں لیے چلتا ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا، "کیا قیامت میں بھی میرا بوجھ تم اُٹھاؤ گے؟" چنانچہ خود ہی سب سامان لے کر پہنچے۔ اب اس عورت نے پکانے کی تیاری کی۔ حضرت عمرؓ نے خود چوٗلھا پھونکا۔ کھانا تیار ہوا تو بچوں نے سیر ہو کر کھایا اور اُچھلنے کوٗدنے لگے۔ حضرت عمرؓ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ عورت کہنے لگی، "خلیفہ تو تمھیں ہونا چاہیے تھا، نہ کہ عمر کو۔"

حضرت عمرؓ آبدیدہ ہو کر بولے "اللہ میری غفلت کو معاف فرمائے۔ میں ہی عمر ہوں۔ تم بھی میری غفلت کو معاف کر دو کہ میں اتنے دن تمھاری حالت سے بے خبر رہا۔"

ایک مرتبہ تاجروں کا ایک قافلہ مسجدِ نبوی کے باہر آ کر رُکا۔ رات کو امیر المومنینؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ساتھ لیا اور کہا "آؤ، آج رات ان تاجروں کے مال کی حفاظت کے لیے پہرہ دیں۔" چنانچہ دونوں جلیل القدر صحابہؓ نے رات بھر تاجروں کے مال کی حفاظت کی۔ تاجروں کو علم بھی نہ ہوا کہ امیر المومنینؓ خود ان کے مالِ تجارت کی نگرانی کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ چاہتے تو اپنے سپاہیوں کو بھی حکم دے سکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہ کرکے دنیا کے حکمرانوں کے لیے ایک مثال قائم کر دی۔

حضرت عمرؓ بیت المال کی نگرانی بڑی دیانت داری سے کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ ان سے ملنے آئے تو دیکھا کہ وہ دیوانہ وار اِدھر اُدھر دوڑ رہے ہیں۔ آنے والوں کو دوٗر ہی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "تم بھی میرا ساتھ دو۔ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ اس میں غریبوں کا حصہ ہے۔"

ایک شخص نے کہا، "امیر المومنین! آپ کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں؟ کسی غلام کو حکم دیجیے وہ ڈھونڈ لائے گا۔"

فرمایا، "مجھ سے بڑھ کر غلام کون ہوسکتا ہے!"

حضرت عمرؓ سادگی پسند تھے۔ ایک صحابی حضرت اَنسؓ نے کہا ہے کہ اپنی خلافت کے زمانے میں بھی حضرت عمرؓ نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ ان کے لباس پر کئی پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ وہ لوگوں کے حالات جاننے اور ان کی ضرورٔیات معلوم کرنے کے لیے شام کے دَورے پر گئے۔ ان کا غلام اسلم بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان کی آمد کی خبر سن کر لوگ استقبال کے لیے جمع ہو گئے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو کوئی پہچان نہ سکا کہ آنے والے دو مسافروں میں خلیفہ کون ہے۔ اسلم نے جب اشارہ کیا تو لوگ انھیں پہچان سکے۔ لوگوں کو توقّع نہیں تھی کہ ان کے خلیفہ اِتنے سادہ لباس میں ہوں گے۔ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ خلیفہ بادشاہ کی طرح سج دھج کر آئیں گے۔

ایک عظیم الشان حکومت کا خلیفہ ہونے کے باوجود حضرت عمرؓ کی زندگی بے انتہا سادہ تھی۔ وہ معمولی سا لباس پہنتے، بہت ہی سادہ غذا استعمال کرتے اور مسجد کے کسی بھی گوشے میں مٹی کے فرش پر لیٹ جاتے تھے۔ وہ تقویٰ، پرہیزگاری، حق پرستی، راست گوئی اور عدل و انصاف کا پیکر اور اسلامی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔

ایک مجوسی فیروز ابو لؤلؤ نے ۶۴۴ء میں حضرت عمرؓ پر خنجر سے اچانک حملہ کیا۔ زخم اتنا کاری تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکے۔ انھیں حضرت محمدؐ کے پہلو میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

معنی و اشارات

شہسواری - گھوڑے کی سواری
دل کو پھیر دینا - خیالات کو بدل دینا
علانیہ - ظاہر کرتے ہوئے
مفتوحہ - فتح کیا ہوا
مردم شماری - کسی علاقے میں رہنے والے افراد کی گنتی
مکاتب - مکتب کی جمع، مدرسے
رنجیدہ - اُداس
گشت کرنا - حالات معلوم کرنے کے لیے چکر لگانا
جاتا رہا - یہاں مراد ضائع ہو گیا
آبدیدہ ہونا - آنکھ میں آنسو بھر آنا
غفلت - بے خبری

جلیل القدر - معزز، بڑے مرتبے والا
عظیم الشان - بڑی شان والا
تقویٰ - خدا کا خوف
پرہیزگاری - بُرائی سے بچنا
راست گوئی - سچ بولنا
پیکر - پُتلا
مجوسی - زرتشت کو ماننے والے جو آگ کی پوجا کرتے ہیں
کاری - گہرا، مہلک، کام تمام کرنے والا
جانبر نہ ہونا - زندہ نہ رہ پانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ مصنف نے بچوں کے لیے کون سی کتاب لکھی ہے؟

۲۔ مصنف نے ادب کی کن اصناف پر کام کیا ہے؟

۳۔ حضرت عمرؓ کے والد کا نام کیا تھا؟

۴۔ حضرت عمرؓ نے کن فنون میں مہارت حاصل کی؟

۵۔ حضرت عمرؓ کا پیشہ کیا تھا؟

۶۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کتنے عرصے تک رہی؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ حضرت عمرؓ کس کس طرح لوگوں کے کام آتے تھے؟

۲۔ معذور شخص کے لیے حضرت عمرؓ نے نوکر کیوں مقرر کیا؟

۳۔ حضرت عمرؓ کس طرح زندگی گزارتے تھے؟

تفصیل سے لکھیے کہ خلافت کا کام چلانے کے لیے حضرت عمرؓ نے کیا نظام قائم کیا؟

سبق میں سے دیکھ کر لکھیے:

حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ ......

درج ذیل جملے کس نے کس سے کہے:

۱۔ ”ایک جنگ میں میرا دایاں ہاتھ جاتا رہا۔“

۲۔ ”اسے میری پیٹھ پر رکھ دو۔“

۳۔ ”خلیفہ تو تمھیں ہونا چاہیے تھا، نہ کہ عمرؓ کو۔“

۴۔ ”تم بھی میری غفلت کو معاف کر دو۔“

درج ذیل فقروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مہارت حاصل کرنا، حد سے بڑھ جانا، آبدیدہ ہونا، بے خبر رہنا، جانبر نہ ہونا

47UH9N

تلاش و جستجو

مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کیجیے اور اسی طرح کے الفاظ سبق میں سے ڈھونڈ کر اپنی بیاض میں لکھیے:

امیر المومنین ، جلیل القدر

آیئے، زبان سیکھیں

استاد مختلف اقسام کے جملے اعادے کے طور پر دے کر اسمِ عام، اسمِ خاص، فعل، فاعل، مفعول، صفتِ ذاتی، صفتِ عددی، صفتِ مقداری اور صفتِ نسبتی کی شناخت کروائے۔

۳

سؤرج کے فائدے

محمد حسین آزاد

پہلی بات

کسی گاؤں میں ایک بڑھیا رہتی تھی، بڑی کھوسٹ اور ضدی۔ اس کے پاس ایک مرغا تھا جو روز صبح بانگ دیتا: ککڑوں کوں، ککڑوں کوں۔ تھوڑی دیر بعد سورج طلوع ہوتا اور صبح ہوجاتی۔ بڑھیا سوچتی کہ سورج تو میرے مرغے کے بانگ دینے سے نکلتا ہے۔ اگر میں اس کو گاؤں سے باہر لے کر چلی جاؤں تو سورج کیسے نکلے گا؟ اُس نے گاؤں والوں سے کہا،"میں اپنے مرغے کو لے کر جا رہی ہوں۔ جب یہ بانگ نہیں دے گا تو سورج نہیں نکلے گا۔ تب تم لوگ میری قدر کروگے۔" بڑھیا مرغے کو لے کر پاس کی پہاڑی پر چلی گئی۔ رات گزر گئی اور صبح وقت پر سورج طلوع ہوا۔ بڑھیا منہ لٹکائے لوٹ آئی۔ گاؤں والے اُس کی سادگی پر ہنسنے لگے۔

سوچ کر بتائیے کہ مرغے کے بانگ دینے اور سورج کے طلوع ہونے میں کیا تعلق ہے؟

سورج کی روشنی انسانوں، حیوانوں اور نباتات کے لیے ضروری ہے۔ ذیل کی نظم میں بتایا گیا ہے کہ سورج سے ہمیں کیا کیا فائدے ہوتے ہیں۔

جان پہچان

مولانا محمد حسین آزاد ۱۰؍جون ۱۸۳۰ء کو دلّی میں پیدا ہوئے۔ انھیں بچپن سے شاعری کا شوق تھا۔ اُن کے والد کا نام مولانا محمد باقر تھا جنھیں ۱۸۵۷ء میں قتل کے الزام میں انگریز حکومت نے شہید کر دیا۔ اُس واقعے کے بعد محمد حسین آزاد دلّی سے لکھنؤ اور پھر لاہور آ گئے۔ اُن کی قابلیت کو دیکھ کر اُنھیں گورنمنٹ کالج میں عربی اور فارسی کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ 'قصصِ ہند'، 'آبِ حیات' اور 'دربارِ اکبری' اُن کی اہم کتابیں ہیں۔ 'آبِ حیات' اُن کی بہترین تصنیف مانی جاتی ہے جس میں اُردو زبان کے مشہور شعرا کے حالات اور کلام کے نمونے درج ہیں۔ محمد حسین آزاد نے ۲۲؍جنوری ۱۹۱۰ء کو لاہور میں وفات پائی۔

نکل آیا سؤرج بڑی دیر کا
ذرا آنکھ کھولو ، بہت دِن چڑھا
نہ سو اب ، نہیں ہے یہ سونے کا وقت
اُٹھو ، ہے یہ منہ ہاتھ دھونے کا وقت
یہ سنتے ہی لڑکا ہوا اُٹھ کھڑا
وہیں ہاتھ منہ دھو کے حاضر ہوا
کہا باپ نے پھر بڑے پیار سے
سنو ، آج سؤرج کے تم فائدے
یہ دُنیا میں کرتا بہت کام ہے
بڑے ہم کو دیتا یہ آرام ہے
یہ نکلے تو دے دِن ہمیں کام کو
چُھپے جب تو دے رات آرام کو
یہ کرتا ہے چاروں طرف روشنی
نظر جس سے آتی ہیں چیزیں سبھی
اسی روشنی کا تو ہے نام دھوپ
یہی دھوپ رکھتی ہے دنیا میں روپ
پڑا کرتی سردی ہے جب زور کی
تو یہ دھوپ لگتی ہے کیسی بھلی
غریبوں کو سردی میں بھاتی ہے یہ
ٹھٹھرنے سے ان کو بچاتی ہے یہ
پکائے اناجوں کی یہ کھیتیاں
جنھیں روز کھاتا ہے سارا جہاں
نہ ہو یہ تو پھر ہے کہاں زندگی
ہیں اس کی بدولت تو جیتے سبھی

خدا کی عنایت ہے ہم پر بڑی ‏ ‏ کہ سؤرج سی نعمت ہمیں اُس نے دی
کریں خوبیاں اس کی کیا ہم بیاں
خدا کی یہ قدرت کا ہے اک نشاں

خلاصۂ کلام
سورج صبح کے وقت مشرق سے نکلتا ہے اور شام کو مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ صبح سے شام تک کے وقت کو دن کہتے ہیں اور شام سے صبح تک کا وقت رات کہلاتا ہے۔ دن کے وقت چاروں طرف روشنی پھیل جاتی ہے۔ یہ روشنی ہمیں سورج سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی روشنی میں ہم اپنے روزانہ کے کام کرتے ہیں۔ سورج کی روشنی کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ سردی کے موسم میں یہ دھوپ بڑی بھلی لگتی ہے۔ اناج کے پکنے کے لیے دھوپ بہت ضروری ہے اور یہی اناج سارے انسانوں کی غذا ہے۔

معنی و اشارات

دن چڑھنا	-	دن نکلے ہوئے دیر ہو جانا
وہیں	-	فوراً
بھانا	-	پسند آنا
بدولت	-	کی وجہ سے
عنایت	-	مہربانی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ محمد حسین آزاد کی بہترین تصنیف کا نام لکھیے۔
۲۔ ”ذرا آنکھ کھولو بہت دن چڑھا“ ..... یہ بات کس نے کہی؟
۳۔ لڑکے نے باپ کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے کیا کِیا؟
۴۔ دھوپ کسے کہتے ہیں؟
۵۔ غریبوں کو سردی میں کیا بھاتا ہے؟
۶۔ کس کی بدولت سب جی رہے ہیں؟
۷۔ ہم پر خدا کی بڑی عنایت کون سی ہے؟
۸۔ آپ صبح اُٹھ کر سب سے پہلے کیا کرتے ہیں؟

غور کر کے بتائیے

۱۔ خدا کی کون کون سی عنایتیں ہمیں نصیب ہیں؟
۲۔ گروہ میں بات چیت کیجیے کہ اگر سورج طلوع نہ ہو تو کیا ہوگا؟
۳۔ شاعر نے دھوپ کی کون سی خوبیاں بیان کی ہیں؟

سبق کی روشنی میں موزوں لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

۱۔ سورج .... میں غروب ہوتا ہے۔ (سمندر ، مغرب)
۲۔ غریبوں کو ٹھٹھرنے سے ....بچاتی ہے۔ (چاندنی ، دھوپ)
۴۔ روشنی میں چیزیں..................دیتی ہیں۔ (دِکھائی ، سُجھائی)

وسعت میرے بیان کی

ذیل کے مصرعوں کو 'نثر' میں لکھیے:

مثال - نظم : یہ سنتے ہی لڑکا ہوا اُٹھ کھڑا **نثر** : یہ سنتے ہی لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا۔

۱۔ بڑے ہم کو دیتا یہ آرام ہے ۲۔ یہ دنیا میں کرتا بہت کام ہے
۳۔ پڑا کرتی سردی ہے جب زور کی ۴۔ جنھیں روز کھاتا ہے سارا جہاں ۵۔ خدا کی عنایت ہے ہم پر بڑی

تلاش و جستجو

نظم کی مدد سے نیچے دیے ہوئے لفظوں کی ضد لکھیے:

غائب نفرت نقصان تاریکی چھاؤں

سورج کو 'خورشید' بھی کہتے ہیں۔ بتایئے کہ ذیل کے لفظوں کو اور کیا کہتے ہیں؟

۱۔ چاند کو....... ۲۔ رات کو....... ۳۔ باپ کو....... ۴۔ خدا کو....... ۵۔ آسمان کو.......

'عنایت' پانچ حرفی لفظ ہے۔ آپ ایسے پانچ حرفی لفظ لکھیے جن کے آخر میں 'ت' آتا ہو: (کوئی پانچ)

زورِ قلم

- سورج کے طلوع ہونے کا منظر پانچ سطروں میں لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ:

۱۔ لائبریری جا کر اخبارات اور رسائل سے گرمی، سردی، برسات پر الگ الگ تین نظمیں تلاش کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔
۲۔ اپنے استاد سے معلوم کیجیے وہ کون سا خِطّہ ہے جہاں چھے مہینے کی رات اور چھے مہینے کا دن ہوتا ہے۔

آیئے، زبان سیکھیں

اس کے پاس ایک مرغا تھا جو روز صبح بانگ دیتا: ککڑوں کوں۔
ایک دن محلّے والوں نے دیکھا: نہ حکّو کے کان میں بالیاں ہیں، نہ اس کے گلے میں ہنسلی۔
اِن جملوں میں '؛' اور ':' کے نشانات لگائے گئے ہیں۔ یہ نشانات جملے میں اس وقت لگائے جاتے ہیں جب جملہ پورا نہیں ہوتا اور اس کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۴

کھدّر کا کفن

خواجہ احمد عبّاس

پہلی بات

ہمارا ملک ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔ ملک کو آزادی دلانے میں بڑی بڑی ہستیوں نے تو حصہ لیا لیکن عوام بھی اس جدو جہد میں پیچھے نہیں تھے۔ انھوں نے آزادی کے حصول کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کیا۔ اس سبق میں ایک غریب بڑھیا کی آزادی کی چاہت کو بیان کیا گیا ہے جس نے وطن کی محبت میں آزادی کی جنگ کے لیے اپنی ساری پونجی قربان کر دی تھی۔ یہ پونجی اس کے بڑھاپے کا آخری سہارا تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد اسے کھدر کا کفن دیا جائے۔

جان پہچان

اس کہانی کے مصنف خواجہ احمد عباس خود ملک کی آزادی کی تحریک میں شامل رہے۔ عوامی جدو جہد کے تجربے کو انھوں نے بڑے مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ خواجہ احمد عباس ۷؍جون ۱۹۱۴ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔ وہ طالب علمی کے زمانے ہی میں صحافت سے منسلک ہوگئے تھے۔ وہ کئی اخبارات کے صحافی رہے۔ بیس برس تک انھوں نے ہندی اور اُردو ہفتہ وار بلٹز میں ’آزاد قلم‘ کے عنوان سے کالم لکھا۔ مصنف نے ۲۵ سال کی عمر ہی میں سمندری جہاز کے ذریعے سترہ ممالک کی سیر کی۔ اس سفر کی روداد ’مسافر کی ڈائری‘ کے نام سے چھپ چکی ہے۔ انھوں نے ستّر سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان کی اہم کتابیں ’زعفران کے پھول‘، ’میں کون ہوں‘، ’گیہوں اور گلاب‘، ’نئی دھرتی نئے انسان‘ ہیں۔ یکم جون ۱۹۸۸ء کو ممبئی میں اُن کا انتقال ہوا۔

تیس برس کی بات ہے جب میں بالکل بچہ تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک غریب بوڑھی جُلاہی رہتی تھی۔ اس کا نام تو حکیمن تھا مگر لوگ اسے حکّو کہہ کر پکارتے تھے۔ اس وقت شاید ساٹھ برس اس کی عمر ہوگی، وہ جوانی میں وِدھوا ہوگئی تھی اور عمر بھر اپنے ہاتھ سے کام کر کے اس نے اپنے بچوں کو پالا تھا۔ بوڑھی ہو کر بھی وہ سورج نکلنے سے پہلے اُٹھتی تھی، گرمی ہو یا جاڑا۔ ابھی ہم اپنے لحافوں میں دُبکے پڑے ہوتے کہ اس کے گھر سے چکّی کی آواز آنی شروع ہو جاتی۔ دن بھر وہ جھاڑو دیتی، چرخہ کاتتی، کپڑا بُنتی، کھانا پکاتی، اپنے لڑکے لڑکیوں، پوتوں اور نواسوں کے کپڑے دھوتی۔ اس کا گھر بہت ہی چھوٹا تھا۔ ہمارے اتنے بڑے آنگن والے گھر کے مقابلے میں وہ جوتے کے ڈبے جیسا لگتا تھا۔ دو کوٹھریاں، ایک پتلا سا دالان اور نام کے واسطے دو تین گز لمبا صحن مگر وہ اسے اتنا صاف ستھرا اور ایسا لیا پُتا رکھتی تھی کہ سارے محلے میں مشہور تھا کہ حکّو کے گھر کے فرش پر کھیلیں بکھیر کر کھا سکتے ہیں۔

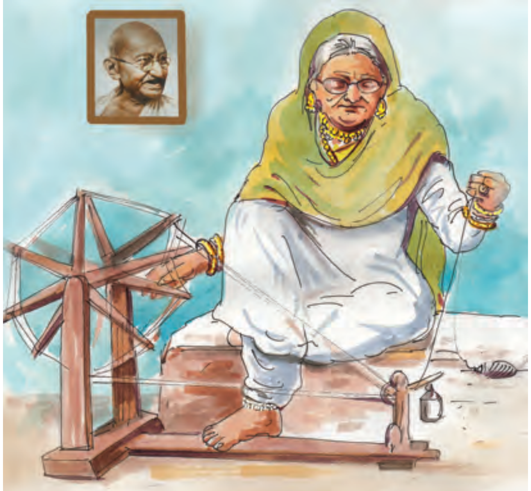

صبح سویرے سے لے کر رات گئے تک وہ کام کرتی تھی۔ پھر بھی جب کبھی حکّو ہمارے گھر آتی، ہم اسے ہشاش بشاش ہی پاتے۔ بڑی ہنس مکھ تھی وہ۔ مجھے اس کی صورت اب تک یاد ہے۔ گہرا سانولا رنگ جس پر اُس کے سفید بگلا سے بال خوب کِھلتے تھے۔ اس کی کاٹھی بڑی مضبوط تھی۔ اس کی کمر مرتے دم تک نہیں جھکی۔ آخری دنوں میں اس کے کئی دانت ٹوٹ گئے تھے جس سے بولنے میں پوپلے پن کا انداز آ گیا تھا۔ وہ ہمیں جنوں اور پریوں کی کہانیاں سناتی۔ اپنا سارا کاروبار خود چلاتی تھی۔ حکّو پڑھی لکھی بالکل نہیں

تھی، نہ اُس نے عورتوں مردوں کی برابری کا اصول سنا تھا۔ پھر بھی حکّو نہ کسی مرد سے ڈرتی تھی نہ کسی امیر، رئیس، افسر یا داروغہ سے۔
حکّو نے عمر بھر محنت کر کے اپنے بال بچوں کے لیے تھوڑے بہت پیسے جمع کیے تھے۔ بے چاری نے تو بینک کا نام بھی نہ سنا تھا۔ اس کی ساری پونجی جو شاید سو دو سو روپے ہو، چاندی کے گہنوں کی شکل میں اس کے کانوں، گلے اور ہاتھ میں پڑی ہوئی تھی۔ چاندی کی بالیوں سے اُس کے جُھکے ہوئے کان مجھے اب تک یاد ہیں۔ ان گہنوں کو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھی کیوں کہ یہی اس کے بڑھاپے کا سہارا تھے مگر ایک دن سب محلے والوں نے دیکھا: نہ حکو کے کان میں بالیاں ہیں، نہ اس کے گلے میں ہنسلی، نہ اس کے ہاتھوں میں کڑے اور چوڑیاں، پھر بھی اس کے چہرے پر وہی پرانی مسکراہٹ تھی اور کمر میں نام کو خم نہیں۔
ہوا یہ کہ ان دنوں مہاتما گاندھی، علی برادران کے ساتھ پانی پت آئے۔ ہمارے نانا کے مکان میں انھوں نے تقریریں کیں سوراج کے بارے میں۔ حکّو بھی ایک کونے میں بیٹھی سنتی رہی۔ بعد میں چندہ جمع کیا گیا تو اُس نے اپنا سارا زیور اُتار کر اُن کی جھولی میں ڈال دیا۔ اُس کی دیکھا دیکھی اور عورتوں نے بھی اپنے اپنے زیور اُتار کر چندے میں دے دیے۔
اُس دن سے حکّو ہمارے ہاں آ کر نانا ابّا سے خبریں سنا کرتی اور اکثر پوچھتی، "یہ انگریزوں کا راج کب ختم ہوگا؟" کانگریس کے جلسے ہوتے تو ان میں بڑے چاؤ سے جاتی اور اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق سیاسی تحریک کو سمجھنے کی کوشش کرتی مگر عمر بھر کی محنت سے اس کا جسم کھوکھلا ہو چکا تھا۔ پہلے آنکھوں نے جواب دیا، پھر ہاتھ پاؤں نے.....حکو نے گھر سے نکلنا بند کر دیا مگر چرخہ کاتنا نہ چھوڑا۔ عمر بھر کی مشق کے سہارے آنکھوں کے بغیر بھی وہ کپڑا بُن لیتی۔ بیٹوں نے منع کیا تو اس نے کہا کہ وہ یہ کھدّر اپنے کفن کے لیے بُن رہی ہے۔
پھر حکّو مر گئی۔ اس کی آخری وصیت یہ تھی کہ "مجھے میرے بُنے ہوئے کھدّر کا کفن دینا۔ اگر انگریزی کپڑے کا دیا تو میری روح کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا۔" اُن دنوں کفن لٹھے کے دیے جاتے تھے۔ کھدر کا پہلا کفن حکو ہی کو ملا۔ اس کا جنازہ اُٹھا تو جنازے میں اس کے چند رشتے دار اور دو تین پڑوسی تھے۔ نہ جلوس نہ پھول، نہ جھنڈے، بس ایک کھدّر کا کفن۔

معنی و اشارات

کھدّر	-	ہتھ کرگھے پر بُنا ہوا کپڑا، کھادی
کھیلیں	-	اناج کے دانے جو بھُونے جانے پر کھل جائیں مثلاً مُرمُرے، پاپ کارن
ہشّاش بشّاش	-	بہت خوش
کاٹھی	-	جسم کی بناوٹ
ہنسلی	-	ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔
علی برادران	-	مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر
پُونجی	-	دولت
خم	-	جھکاؤ
لٹّھا	-	ایک قسم کا سوتی کپڑا جو انگلستان سے آتا تھا۔

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ مصنف کس عنوان سے ’بلٹز‘ میں کالم لکھا کرتے تھے؟

۲۔ لوگ حکیمن کو کس نام سے پکارتے تھے؟

۳۔ مصنف کے گھر کے مقابلے میں حکیمن کا گھر کیسا تھا؟

۴۔ صبح صبح حکیمن کے گھر سے کس چیز کی آواز آتی تھی؟

۵۔ حکیمن نے چندے میں کیا دِیا؟

۶۔ حکیمن اکثر کیا پوچھتی رہتی تھی؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ ایک دن محلے والوں نے حکیمن کو کس حالت میں دیکھا؟

۲۔ بڑھاپے میں بھی حکیمن نے چرخہ کاتنا کیوں نہیں چھوڑا؟

۳۔ حکیمن کی آخری وصیت کیا تھی؟

ذیل کے الفاظ مکمل کرکے انھیں جملوں میں استعمال کیجیے: مثال - صاف : صاف ستھرا : حکّو اپنے آنگن کو صاف ستھرا رکھتی تھی۔

۱۔ لِپا ۲۔ ہشاش ۳۔ پڑھی ۴۔ سوجھ ۵۔ صبح

درجہ بندی

قدرتی دھاگوں اور مصنوعی دھاگوں سے بننے والے کپڑوں کو الگ الگ خانوں میں لکھیے :

نائیلون ، سوت ، اون ، ٹیریلین ، ریشم ، پالِسٹر

ترتیب دیجیے

سبق کے درج ذیل الفاظ کی مدد سے صحیح جملے بنائیے :

۱۔ تھے تھوڑے حکو نے عمر بھر محنت کرکے جمع کیے بہت پیسے اپنے کے لیے بال بچوں۔

۲۔ مکان میں کے تقریریں ہمارے نانا کیں انھوں نے۔

۳۔ تھی جان وہ ان بھی گہنوں کو عزیز رکھتی سے زیادہ۔

۴۔ اس نے ڈال دیا جھولی میں ان کی اُتار کر اپنا سارا زیور۔

ذیل کے جملے پڑھیے۔ جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا ہوا ہے ان کی ضد استعمال کرکے جملہ دوبارہ لکھیے۔

اس بات کا خیال رہے کہ جملے کا مفہوم نہ بدلے۔ مثال : اس کا گھر بڑا نہیں تھا۔ اس کا گھر چھوٹا تھا۔

۱۔ وہ بہت خوش تھی۔

۲۔ حکّو بہت محنتی تھی۔

۳۔ راشد اچھا لڑکا ہے۔

۴۔ وہ پڑھا لکھا نہیں ہے۔

ذیل میں مختلف کاروبار کرنے والے افراد کے نام دیے گئے ہیں۔ خالی جگہوں میں کسی ایک آلے/اوزار کا نام لکھیے۔

مثال : جُلاہا - کرگھا

۱۔ کسان -	۲۔ ڈاکٹر -	۳۔ ماہی گیر - ....
۴۔ ملّاح -	۵۔ لوہار -	۶۔ درزی - ....

لفظوں کا کھیل

۱۔ جماعت کے تمام طلبہ کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔

۲۔ پہلے گروپ کا طالب علم بورڈ پر تین، چار یا پانچ حرفی ایک لفظ لکھے۔ دوسرے گروپ کا کوئی طالب علم اس لفظ کے آخری حرف سے بننے والا لفظ اس کے آگے لکھے۔ اس کے بعد پہلے گروپ سے کوئی اور طالب علم اس لفظ کے آخری حرف سے بننے والا اگلا لفظ لکھے۔ **مثال :** درزی - یقین - نرم

دیے ہوئے الفاظ کو حکیمن سے جوڑتے ہوئے سبق کی مدد سے جملے لکھیے۔ **مثال :** حکیمن اپنا کاروبار خود چلاتی تھی۔

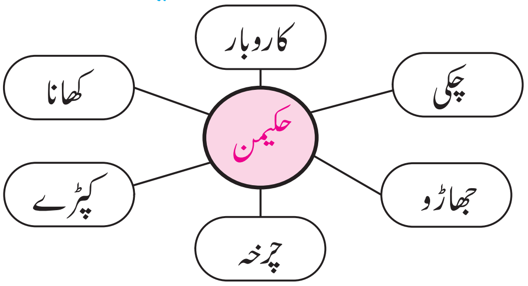

ذیل کے ہر لفظ کے سامنے تین الفاظ دیے ہوئے ہیں جن میں سے ایک اس لفظ کا ہم معنی ہے۔ اسے شناخت کرکے اس کے گرد دائرہ بنائیے:

مثال : غریب - امیر ، (نادار) ، دولت مند

۱۔ ہنس مکھ - خوش مزاج ، بدمزاج ، تنک مزاج

۲۔ پھول - پتّا ، کانٹا ، گل

۳۔ سبز - سرخ ، ہرا ، نیلا

۴۔ مہذب - تہذیب یافتہ ، بداخلاق ، بدتہذیب

زورِ قلم

اپنے استاد کے ساتھ کسی گاؤں کی سیر کو جائیے اور وہاں کی زندگی کا مشاہدہ کرکے اس پر دس جملے لکھیے۔

سرگرمی / منصوبہ :

۱۔ گاندھی جی اور علی برادران کے علاوہ تین دوسرے مجاہدینِ آزادی کے نام لکھیے۔

۲۔ اپنے استاد/سرپرست سے معلوم کیجیے کہ اس سبق میں ہندوستانی تاریخ کے کس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

حروفِ تہجی :

ذیل کے حروف کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں :

ا	ب	ج	د
घ	ग	ख	क
D	C	B	A

یہ زبان کی بنیادی آوازوں کی علامتیں ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی علامتیں زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ انھیں حروفِ تہجی کہا جاتا ہے۔ حروف کی علامتیں زبان کو لکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ آزادانہ طور پر ان کے کچھ معنی نہیں ہوتے مگر بولے جانے والے لفظوں اور جملوں کے معنی لکھی ہوئی شکل میں ان علامتوں کے ذریعے پڑھنے والے کی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ ہر زبان میں حروفِ تہجی کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ اُردو میں سینتیس حروف ہیں جن کی مدد سے بولی جانے والی زبان کو لکھا جاسکتا ہے۔ پہلی جماعت میں اُردو کی تمام آوازوں اور ان کی علامتوں کا تعارف کیا جاچکا ہے۔ یہاں ان کی قسمیں معلوم کرنے کے لیے انھیں زبان سے ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

ذیل کے حروف کو ادا کیجیے :

ب بھ   پ پھ   ت تھ

ج جھ   چ چھ   ک کھ

د ڈ ر ز س ش ل م ن

آپ نے دیکھا کہ ان حروف کو زبان سے ادا کرتے وقت منہ سے نکلنے والی آواز ہونٹ یا زبان یا دانت سے ٹکراتی ضرور ہے۔ ایسی آوازوں یا حروف کو **حروفِ صحیح** کہا جاتا ہے۔

اب ان آوازوں کو ادا کیجیے :

آ ، اے ، او ، ای

ان آوازوں کو منہ سے ادا کریں تو آواز زبان دانت یا ہونٹ وغیرہ سے بالکل نہیں ٹکراتی۔ ایسی آوازوں کو اُردو میں ا، و، ی سے لکھا جاتا ہے۔ یہ تینوں علامتیں **حروفِ علت** کہلاتی ہیں۔ ان کے لیے کبھی زیر، زبر اور پیش سے بھی کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں آپ پچھلی جماعتوں میں پڑھ چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حروفِ تہجی کی دو قسمیں ہیں۔ اسے ذیل کی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے مثلاً لفظ 'کام' میں 'ک' اور 'م' حروفِ صحیح ہیں اور 'ا' حرفِ علت۔ اسی طرح لفظ 'دوستی' میں 'د'، 'س'، 'ت' حروفِ صحیح اور 'و' اور 'ی' حروفِ علت ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ا، و، ی حروفِ صحیح کی طرح بھی استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے الفاظ 'اکبر'، 'ورق' اور 'یاد' میں ا، و، ی جو الفاظ کے شروع میں آئے ہیں۔

۵ مِری پیاری چِڑیو

جوشؔ ملیح آبادی

پہلی بات

پرندے اللہ تعالیٰ کی رنگ برنگی اور خوبصورت مخلوق ہیں۔ پرندوں کے دلفریب رنگ، ان کی خوش الحانی اور دل کو لبھانے والی حرکتیں انسان کو محظوظ کرتی ہیں۔ اُردو میں کئی شاعروں نے جانوروں، پرندوں وغیرہ پر نظمیں لکھی ہیں۔ اسماعیلؔ میرٹھی کی نظم 'ایک جگنو اور بچہ' اور علامہ اقبالؔ کی نظم 'ایک گائے اور بکری' بہت مشہور ہیں۔

جان پہچان

جوشؔ ملیح آبادی ۵؍ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئے۔ اُن کا پورا نام شبیر حسن خاں تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ وہ کالج کی تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ انھیں زبان پر قدرت حاصل تھی۔ نظمیں لکھنے کی طرف ان کا زیادہ رجحان تھا۔ انھوں نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ انھیں شاعرِ انقلاب کہا جاتا ہے۔ ان کی شاعری کی کتابوں کے نام ہیں: 'عرش و فرش'، 'جنون و حکمت'، 'سنبل و سلاسل'، 'سیف و سبو' وغیرہ۔ 'یادوں کی برات' ان کی سوانح عمری ہے۔ جوشؔ کا انتقال ۲۲؍ فروری ۱۹۸۲ء کو ہوا۔

مہکتے ہوئے پھول کے پاس آؤ لچکتی ہوئی شاخ پر بیٹھ جاؤ
ہوا میں کبھی اُڑ کے بازو ہلاؤ کبھی صاف چشمے میں غوطے لگاؤ
یوں ہی پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ

پُھدک کر اِدھر سے اُدھر دوڑ جاؤ چہک کر اُدھر سے اِدھر پَر ہلاؤ
چمک کر کبھی شاخ پر چہچہاؤ اُچھل کر کبھی نہر پر گنگناؤ
یوں ہی پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ

کبھی برگِ تازہ کو منہ میں دباؤ کبھی کُنج میں بیٹھ کر پھڑ پھڑاؤ
کبھی گھاس پر لُوٹ کر دل لُبھاؤ کبھی جا کے بیلوں کو جھوُلا بناؤ
یوں ہی پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ

میں بے تاب ہوں، مجھ کو جلوہ دِکھاؤ میں گمراہ ہوں، مجھ کو رستہ بتاؤ
نہ جِھجکو، نہ سِمٹو، نہ کچھ خوف کھاؤ مرے پاس آؤ، مرے پاس آؤ
یوں ہی پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ

خلاصۂ کلام

اِس نظم میں شاعر چڑیوں سے اپنی محبت اور لگاؤ کا ذکر کر رہا ہے۔ وہ چڑیوں سے کہتا ہے کہ وہ قریب آئیں، گائیں، چہچہائیں، چشمے کے پانی میں غوطے لگائیں۔ کبھی کسی ٹہنی کا پتّا اپنی چونچ میں دبائیں۔ چڑیوں کے اِدھر اُدھر پھدکنے کو دیکھ کر شاعر بہت خوش ہوتا ہے اور انھیں اسی طرح چہچہاتے، گاتے اور پُھدکتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔

معنی و اشارات

برگ	- پتّا	جلوہ دِکھانا	- صوُرت دِکھانا
کُنج	- درختوں کے سائے میں بیٹھنے کی جگہ	گُمراہ	- راستے سے بھٹکا ہوا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ اس نظم کے شاعر کا پورا نام لکھیے۔
۲۔ شاعر کی سوانح عمری کس نام سے شائع ہوئی ہے؟
۳۔ نظم کا وہ شعر لکھیے جس میں لفظ ’غوطے‘ استعمال کیا گیا ہے۔
۴۔ شاعر چڑیوں کو نہر پر کیوں بلا رہا ہے؟
۵۔ شاعر چڑیوں کو کہاں لُوٹنے کو کہہ رہا ہے؟
۶۔ شاعر بے تاب کیوں ہے؟

قوسین سے مناسب لفظ چن کر درج ذیل مصرعے مکمل کیجیے :

۱۔ .... ہوئی شاخ پر بیٹھ جاؤ (لٹکتی ، مہکتی ، لچکتی)
۲۔ .... کر اِدھر سے اُدھر دوڑ جاؤ (پھدک ، چہک ، چمک)
۳۔ میں بے تاب ہوں مجھ کو .... دِکھاؤ (رستہ ، جلوہ ، نقشہ)

غور کر کے بتایئے

آپ کو یہ نظم کیوں پسند ہے؟

درجہ بندی

اس نظم میں شاعر نے آ ؤ، جاؤ جیسے جتنے الفاظ استعمال کیے ہیں، ان سب کو حروفِ تہجّی کی ترتیب میں لکھیے۔

نظم خوانی

اس نظم کو اپنی جماعت میں ترنّم سے سنایئے۔

سرگرمی / منصوبہ :

۱۔ پرندوں کے ماہر ڈاکٹر سالم علی کے بارے میں اپنے استاد کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے۔
۲۔ چوتھی جماعت میں آپ نے پرندوں کے بارے میں سبق پڑھا ہے۔ ان کی تصویریں جمع کر کے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔